تابعینِ کرام کی باتیں

عبدالرحمن بن اسود

یہ صاحب علم، عابد اور زاہد تابعی اسود بن یزید بن قیس کے فرزند تھے۔ یہ اپنے والد کی طرح کوئی بڑے عالم تو نہ تھے۔ لیکن عمل میں وہ ان کے خلف الصدق تھے حضرت عائشہؓ کی خدمت میں اکثر حاضری دیا کرتے۔ اور ان کے علم و فضل سے بھرپور استفادہ کیا۔ ان کا بیان ہے کہ جب تک میں نابالغ تھا۔ حضرت عائشہ کی خدمت میں بغیر حصول اجازت چلا جاتا تھا۔ بلوغ کے بعد اجازت لینے لگا۔

سلام کا اہتمام

وہ بلا تفریق مذہب اور بلا قید مذہب و ملت مسلم اور غیر مسلم سب کو سلام کرتے تھے۔ سنان بن حبیب سلمی کا بیان ہے۔ کہ میں عبدالرحمن بن اسود کے ہمراہ پل کی طرف گیا۔ راستہ میں جو بھی یہودی اور نصرانی ملتا تھا۔ سب کو سلام کرتے تھے۔ میں نے کہا آپ ان مشرکین کو سلام کرتے ہیں؟ جواب دیا سلام مسلم کی نشانی ہے۔ اس لئے میں چاہتا ہوں۔ کہ لوگ پہچان لیں۔ کہ میں مسلمان ہوں۔

عامر بن شراجل الشعبی

غیر مسلم کو سلام

فقہ میں ان کا پایہ بہت بلند تھا۔ اور اپنے عہد کے سب سے بڑے فقیہہ سمجھے جاتے تھے۔ ایک مرتبہ ایک نصرانی کو السلام علیکم ورحمتہ اللہ۔ اسلامی سلام کیا۔ جس پر ایک سننے والے مسلمان نے اعتراض کیا۔ شعبی نے جواب دیا کہ اگر اس پر اللہ کی رحمت نہ ہوتی۔ تو وہ ہلاک ہو گیا ہوتا۔ اس لئے میں نے رحمتہ اللہ کہنے میں کیا غلطی کی؟

عطاء بن ابی رباح

عطاء نام۔ والد کا نام اسلم اور ابو رباح کنیت۔ جبکہ عطاء کی کنیت ابو محمد تھی۔ یمن کے مردم خیز قصبہ "جند" میں حضرت عثمان کے آغاز خلافت میں پیدا ہوئے۔ اور مکہ مکرمہ میں نشو و نما پائی۔ آل میسرہ بن ابی خثیم فہری کے غلام تھے آپ کے علم و فضل کے اس دور کے سبھی باکمال قائل تھے۔

آداب سماع حدیث

حدیث رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اتنا احترام تھا۔ کہ تذکرۂ حدیث کے درمیان میں بولنا سخت ناپسند کرتے تھے۔ اور اس پر برہم ہوتے تھے۔ معاذ بن سعید الاعور کا بیان ہے۔ کہ ایک مرتبہ ہم لوگ عطاء کے پاس تھے۔ ایک

شخص نے حدیث بیان کی۔ ایک دوسرا شخص درمیان میں کچھ بولا۔ عطاء سخت برہم ہوئے اور کہا یہ کون سا اخلاق اور کون سی طبیعت ہے۔ خدا کی قسم آدمی اس لئے حدیث بیان کرتا ہے۔ کہ اس سے ہم کو علم حاصل ہو۔ اگر کوئی حدیث سناتا ہے۔ تو خواہ وہ حدیث مجھی سے سنی ہوئی ہو۔ میں اس خاموشی سے سنتا ہوں۔ کہ بیان کرنے والے کو معلوم ہو کہ میں نے اس سے پہلے نہیں سنی تھی۔

مناسک حج

مناسک حج کے علم میں کوئی ان کا ہمسر نہ تھا۔ امویوں کے زمانہ میں حج کے موقعہ پر یہ منادی کر دی جاتی تھی کہ حج کے مسائل میں عطاء کے علاوہ کوئی دوسرا شخص فتوی نہ دے۔

مسائل حج کے بارے میں امام ابو حنیفہ سے منسوب ایک حکایت مشہور ہے کہ امام موصوف فرماتے تھے۔ کہ حج کے موقعہ پر ایک حجام نے جس نے عطاء کو دیکھا تھا مجھے پانچ موقعوں پر مناسک حج کی تعلیم دی۔ بال ترشوانے سے پہلے میں نے اسی سے حجامت کی بنوائی طے کرنا چاہی۔ اس نے کہا عبادت میں شرط نہیں کی جاتی بیٹھ جاؤ حجامت بن جائے گی۔ میں قبلہ رخ سے ذرا ہٹ کر بیٹھا تھا۔ اس نے قبلہ رخ بیٹھنے کا اشارہ کیا۔ میں نے بائیں جانب سے سر منڈانا چاہا۔ اس نے کہا داہنی سمت پھیرو میں نے پھیر دیا۔ اور وہ سر مونڈنے لگا میں بالکل خاموش تھا۔ اس نے کہا تکبیر کہتے جاؤ۔ حجامت بنوانے کے بعد جب میں جانے لگا تو اس نے پوچھا کہاں جاتے ہو۔ میں نے کہا اپنی قیام گاہ پر اس نے کہا پہلے دو رکعتیں پڑھ لو اس کے بعد جاؤ۔ میں نے خیال کیا کہ حجام خود اس قسم کے مسائل نہیں جان سکتا۔ جب تک اس نے کسی سے معلوم نہ کیا ہو۔ چنانچہ میں نے اس سے پوچھا۔ تم نے جن باتوں کی مجھ کو تعلیم دی ہے۔ وہ تمہیں کہاں سے معلوم ہوئیں۔ اس نے کہا میں نے عطاء بن ابی رباح کو ایسے کرتے دیکھا تھا۔

(بقیہ از ص ۴۹)

العارفین کے خلیفہ اوّل مولانا ابو السراج غلام محمد صاحب رہتے تھے یہیں میں نے ہدایۃ النحو تک کی کتابیں مولانا عبدالقادر سے پڑھیں۔ حضرت خلیفہ صاحب نے میری والدہ کو خط لکھوایا۔ وہ آگئیں اور مجھے واپس لے جانے کے لئے بہت زور لگایا، مگر الحمد للہ میں ثابت قدم رہا۔ یہ غلط ہے کہ میری والدہ دیوبند پہنچیں) شوال ۱۳۰۵ھ میں دین پور سے کوٹلہ رحم شاہ چلا گیا اور وہاں سے ریل پر سوار ہو کر دیوبند جا پہنچا۔ جہاں شیخ الہند مولانا محمود حسنؒ اموی دیوبندی کی رہنمائی میں ایک نئی تعلیمی اور سیاسی زندگی کا آغاز کیا۔